International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

The Breadth of the Islamic Ideology of Da'wah and its Necessity and Significance in the Modern Era

اسلام کے نظریہ دعوت کی جامعیت اور عصر حاضر میں اس کی ضرورت واہمیت

Alisha Tanveer
MS Scholar, Islamic Studies, HITEC University, Taxila at-alishatanveer45@gmail.com
Dr Umar
Lecturer, Islamic Studies, HITEC University, Taxila

Abstract

Human history is witness that no philosophy can successfully present its highest message to the world without a strong strategy of Dawah. The religion of Islam also presented its introduction and teachings to the world of humanity with a high and comprehensive Da'wah strategy from the beginning to the completion and then continuously. Just as the teachings of Islam are comprehensive, the concept of invitation in Islam is also comprehensive. In the context of the challenges faced in the present era, it is as important to highlight the comprehensiveness of Islam's ideology of Da’wah and to place its necessity and importance before the educated class of today as it was in the Meccan period after the revelation to the Prophet Muhammad of Allah, (PBUH). He put the comprehensive program of Islam in front of the people of Makkah through his strong Da'wah strategy. Being aware of the comprehensiveness of Islam's ideology of Da'wah and its necessity and importance in today's times is very important. So that today's youth can gain awareness of this comprehensive thought and philosophy of Islam and offer a solution to the problems they are facing with a systematic and strong Da'wah strategy and inform the humanity of today about the comprehensive teachings of Islam.

Keyword: Islam. Da'wah. Comprehensiveness. Present era. Necessity. Important.

تمہید:

انسانی تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ کوئی بھی فکر وفلسفہ ایک مضبوط دعوتی حکمت عملی کے بغیر اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ پیغام کو کامیاب طریقے سے عالم انسانیت کے سامنے پیش نہیں کر سکتا۔ دین اسلام نے بھی آغاز سے لیکر تکمیل تک اور پھر اس کے بعد تسلسل کے ساتھ ایک اعلیٰ اور جامع دعوتی حکمت عملی سے دنیائے انسانیت کے سامنے اپنے تعارف اور تعلیمات کو پیش کیا۔ جس طرح اسلام کی تعلیمات جامع ہیں ایسے ہی اسلام کا نظریہ دعوت بھی اپنے اندر جامعیت رکھتا ہے۔

موجودہ دور میں درپیش چیلنجز کے تناظر میں اسلام کے نظریہ دعوت کی جامعیت کو اجاگر کرنا اور اس کی ضرورت واہمیت کو آج کے پڑھے لکھے طبقے کے سامنے رکھنا اتنا ہی اہم ہے جتنا مکی دور میں رسول اللہ ﷺ کو وحی ملنے کے بعد آپ ﷺ نے مکہ والوں کے سامنے دین اسلام کے جامع پروگرام کو اپنی مضبوط دعوتی حکمت عملی سے رکھا تھا۔ اسلام کے نظریہ دعوت کی جامعیت اور عصر حاضر میں اس کی ضرورت واہمیت کا شعور حاصل کرنا ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے بہت ضروری اور بڑا اہمیت کا حامل ہے، تاکہ آج کے دور کا نوجوان دین اسلام کے اس جامع فکر وفلسفہ کا شعور حاصل کرکے ایک منظم اور مضبوط دعوتی حکمت عملی سے درپیش مسائل کا حل پیش کرسکے اور آج کی انسانیت کو دین اسلام کی جامع تعلیمات سے آگاہ کرسکے۔

لفظ دعوت کے لغوی مطالب ومفاہیم:

لفظ دعوت کی لغوی تعریفات کو جاننے کے لئے میں مندرجہ ذیل قرآن پاک، احادیث رسول، علمائے امت اور اہل لغت کی کتابوں میں بیان کئے گئے لغوی مفاہیم کی روشنی میں واضح کرنے کی کوشش کروں گی کہ دین اسلام کے نظریہ دعوت کی جامعیت کھل کر سامنے آجائے، اور اس لفظ سے متعلق سب جہتوں سے سوچنے اور سمجھنے کی ایسی صلاحت پیدا ہو جائے کہ عصر جدید میں اسلام کی تشہیر میں دعوتی میدان میں وہ ایسی جامع ترین حکمت عملی بنانے میں کامیاب ہو جائے۔

لفظ 'دعوت' کی لغوی حقیقت اور قرآنی تعلیمات:

کسی بھی اصطلاح کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ لفظ کس زبان سے ماخوذ ہے اس سے اس لفظ کو سمجھا جائے۔ لفظ 'دعوت' عربی زبان سے ماخوذ ہے، اس لئے لغت عرب میں اس کے کیا کیا استعمالات ہیں۔ لفظ 'دعوت' دعا، یدعوا باب نصر سے آتا ہے، جسے عربی میں "الدعوۃ" بھی کہا جاتا ہے، جس کے لغوی معنٰی پکارنے اور بلانے کے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت ارشاد فرمارہے ہیں کہ جب کوئی بھی انسان مجھ سے سوال کرتا ہے یا مجھے کسی مسئلے میں پکارتا ہے تو میں اس کی دعا اور پکار کو سنتا ہوں، یہی سے قرآن نے اس تناظر میں لفظ 'دعوت' کے لغوی مفہوم کو واضح کیا ہے، جیسا کہ ارشادی ربّانی ہے کہ :

" وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ"[1]

"اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں نزدیک ہوں،

دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے"

قرآن پاک کی اس مذکورہ آیت کی روشنی میں اس بات کی طرف رہنمائی مل رہی ہے کہ لفظ 'دعوت' کو لغوی اعتبار سے ایک معنٰی کے طور پر پکارنے اور بلانے کے لئے بھی استعمال میں لایا جاسکتا ہے، جیسا کہ اس آیت مبارکہ کی روشنی میں وضاحت بھی ہو رہی ہے۔

علامہ منظور افریقیؒ کے نزدیک لفظ 'دعوت' کی لغوی تعریف:

لسان العرب میں علامہ منظور افریقیؒ (1312-1233ء) اپنی شہرہ آفاق تصنیف میں لفظ 'دعوت' کی لغوی اعتبار سے یوں تعریف بیان کرتے ہیں کہ اس لفظ کو بطور مصدر اور ماخذ کے نہیں سمجھیں گے آپ کو اس سے متعلق مکمل معلومات سمجھ نہیں آئیں گی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ : 'دعوت' کا مادہ تین حروف "د،ع،و" کا مجموعہ ہے، اور لفظ 'دعوت' دعاء کا مصدر ہے، جس کا معنٰی ہے:

"ندا کرنا، بلانا، پکارنا یا مانگنا۔"[2]

اوپر بیان کی گئی تعریف سے اس بات پر رہنمائی مل رہی ہے کہ یہ لفظ 'دعوت' کو انسانی معاشرے میں بطور کسی کو بلانے کے لئے بولا جاتا ہے اور یا پھر، اسی طرح اسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کے طور پر اور اسی طرح کسی سے کوئی چیز مانگنا وغیرہ کے لے بھی اس لفظ کو احسن انداز میں اہل عرب کے ہاں استعمال میں لایا جاتا رہا ہے۔ مزید علامہ افریقیؒ صاحب لکھتے ہیں کہ 'دعوت' کے لغوی معنٰی ہیں:

"دعا الرجل دعوا و دعاه: ناداه، والاسم الدعوة،ودعوت فلاناً ای صحت به واستد عيته"[3]

علامہ افریقیؒ صاحب کی مندرجہ بالا عبارت کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو لفظ 'دعوت' باب "نصرینصر" سے بطور مصدر آتا ہے، اسی سے 'داع' ہے جس کی جمع 'دعاۃ' ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ عربی لوگ اسے ایک دوسرے پکارنے، بلانے یا کھانے کی دعوت پر مدعو کرنے کے لئے استعمال میں لایا کرتے تھے۔ کو جیسا کہ یہاں علامہ افریقیؒ کی کتاب لسان العرب میں مذکور ہے کہ:

"والدعاةقوم يدعون الى بيعةهدى اوضللته، واحدهم داع،
ورجل داعية اذا كان يدعو الناس الى بدعة او دين "[4]

ابن منظور الافریقی اپنی کتاب "لسان العرب" میں ایک جگہ مزید تحریر کرتے ہیں کہ اس لفظ 'دعوت' اللہ اور اللہ کی توحید اور اس کی اطاعت کی طرف بلانے والا کے معنٰی میں بھی استعمال میں لایا جاتا رہا ہے۔ جیسے کہ ایک مؤذن اللہ رب العزت کی طرف بلاتا ہے کسی کو:

"المؤذن داعی الی اللہ"[5]

ترجمہ:"موذن اللہ کی طرف بلانے والا ہوتا ہے"۔

ایک اذان دینے والا جس طرح پوری محنت، کوشش اور جدوجہد سے اللہ کی مخلوق کو اللہ کی طرف بلاتا ہے تو اسی طرح علامہ افریقی راستہ دکھارہے ہیں کہ اللہ پاک نے جب سے انسانیت کو پیدا فرمایا ہے ان کے ساتھ جو انبیاء کرام کی جماعت کا انتخاب کیا تاکہ انسانیت فلاح و بہبود کے راستے پر رہے اور ہر دور کے انسان اس نبی کے بتائے ہوئے طریقوں پر رہتے ہوئے سیدھے راستے پر رہیں۔ جیسا کہ ان کی کتاب میں مذکور ہے کہ:

"والنبی داعی الامۃ الی توحید اللہ و طاعتہ"[6]

ترجمہ:"اور نبی امت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید اور اس کی اطاعت کی طرف بلاتا ہے۔"

انسانی معاشرے میں اللہ کی طرف سے انبیاء کرام کا سلسلہ یہی رہنمائی دیتا ہے کہ وہ دعوتی عمل کے ذریعے سے انسانوں کو توحید کے راستے کی طرف بلاتے ہیں جس کا بنیادی طور پہ پیش نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ مخلوق خدا اپنے خالق کی طرف متوجہ رہے اور مادی دنیا میں ترقی کرکے جہاں بھی چلی جائے وہ اپنے خالق کی تعلیمات کو اپنے سامنے رکھے۔

اسی طرح علامہ صاحبؒ لغوی اعتبار سے مزید اس لفظ پر رہنمائی فرماتے ہوئے لسان العرب میں واضح کرتے ہیں کہ یہ لفظ قرآن پاک میں چالیس کے قریب آیات و مقامات ایسے ہیں جہاں کلمہ 'دعوت' لوگوں کو اللہ کی توحید کی طرف بلانے کے لئے بڑے جامع انداز میں استعمال میں لایا گیا ہے[7]۔

ابن منظور الافریقیؒ کی مندرجہ بالا بیان کردہ لغوی تعریفات سے بھی اس بات کی وضاحت ہو رہی ہے کہ 'دعوت' کا لفظ بنیادی طور پر لغت میں کسی کو اپنی طرف بلانے یا پکارنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ دین اسلام میں لفظ 'دعوت' قرآن و حدیث میں لغوی اعتبار سے زیادہ تر انہی معنوں میں استعمال میں لایا گیا ہے۔

امام فخر الدین رازیؒ کے نزدیک لفظ 'دعوت' کا لغوی مفہوم:

فخر الدین رازی المعروف امام رازیؒ(1210ء-1150ء) اپنی مشہور تفسیر کی کتاب "تفسیر الکبیر"[8] میں دعوت و تبلیغ کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے نیکی اور بھلائی کی طرف لوگوں کو بلانا اور نیکی کی ترغیب دینا اور برائی سے بچانا، چنانچہ اپنی تفسیر میں اسی حوالے سے دعوت کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"الدعوۃ الی الخیر جنس تحتہ نوعان احدھا: الترغیب فی فعل ما ینبغی وھو ما ینبغی
وھوبالمعروف، والثانی: الترغیب فی ترک مالا ینبغی وھو النھی عن المنکر"[9]

ترجمہ:"بھلائی کی دعوت دینا جنس ہے، اس کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ کہ کسی ایسے کام کی ترغیب دینا جسے ادا کرنا چاہیے، جیسے امر بالمعروف اور دوسرا ایسے کام کی ترغیب دینا جیسے ترک کرنا ضروری ہوتا ہے، جیسے: نھی عن المنکر۔"

امام رازیؒ کی بیان کردہ لفظِ 'دعوت' کی لغوی تعریف قرآن اور سیرت رسول ﷺ کی عملی تعلیمات کی طرف انسانی سماج میں کام کرنے کی طرف اشارہ فرمارہی ہے۔ ایک انسانی معاشرے میں جہاں ایک دوسرے کو اچھائی اور نیکی کے کرنے کا حکم دیا جاتا ہو اور ساتھ ہی ساتھ انسانوں سے برائی کے کاموں سے روکا جاتا ہو، جیسے اہم امور سرانجام دینے والی ایک مضبوط جماعت وجود میں ہوگی وہیں اسلام کا دعوتی عمل معاشرے میں بسنے والے ان انسانوں کو اعلیٰ نتائج بھی فراہم کرے گا۔ جس کی مثال قرآن نے سورۃ الصف میں صحابہ کرام کی اس مضبوط اجتماعیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں دی ہے کہ:

"كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ"[10]

ترجمہ:"گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔"

سورۃ الصف کی مندرجہ بالا آیت میں انسانی معاشرے میں بھلائی کے کام کرنے والی اور برائی سے انسانوں کو روکنے والی جماعت کی صفت بتائی جارہی ہے کہ وہ ایسی مضبوط جماعت ہوتی ہے کہ ان کو کوئی بھی شیطانی اجتماع پارہ پارہ نہیں کرسکتا اور نہ ان کو کوئی آپس میں لڑا سکتا ہے۔

امام راغب الاصفہانی لفظ 'دعوت' کی لغوی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

International Journal of Islamic Studies & Culture ISSN-2709-3905
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

امام راغب الاصفہانیؒ(1108ء م) مفردات القرآن میں باقی علماء کی طرح ہی اس لفظ 'دعوت' کے لغوی معنٰی بیان کرتے ہیں، البتہ ان کی بیان کی ہوئی تعریف میں انسانی معاشرہ میں جب لوگ جمود کا شکار ہو جائیں تو ان لوگوں کے جمود کو توڑنے کے لئے بھی اسے بطور بمعنٰی 'ابھارنا' یعنی انسان میں اچھے جذبات کے اظہار کے طور پر استعمال میں لایا جا سکتا ہے، جیسا کہ وہ لفظ 'دعوت' کے لغوی مفاہیم پر روشنی ڈالتے ہوئے اس لفظ پر مکمل رہنمائی کرتے ہوئے اپنی مفردات القرآن میں لکھتے ہیں کہ :

"الدعاء کالنداء، الدعاء الی الشئی الحث علی قصده"[11]

ترجمہ: "دعا پکار کی طرح ہے، کسی چیز کی طرف بلانا اور کسی کام کے کرنے پر ابھارنا"۔

مفردات القرآن کے مصنف علیہ الرحمہ کی بیان کردہ اس لغوی تعریف میں مزید ایک بات کی طرف تعلیم دی جا رہی ہے کہ ؛انسانوں میں مایوسی اور جمود جیسی کیفیات کے خاتمے کے طور پر ان عربی دان لوگوں نے اس اصطلاح کا خوب استعمال کیا اور اُمت کی رہنمائی فرمائی۔

علامہ زمخشریؒ کے نزدیک لفظ 'دعوت' کی لغوی تعریف:

علامہ زمخشریؒ (1143ء-1075ء) کے نزدیک 'دعوت' کے لفظی معنٰی کسی اہم قابل قدر اور بڑے کام کی طرف بلانا ہے، وہ اس بات پر روشنی ڈال رہے ہیں کہ : لفظ 'دعوت' 'دعا یدعوا' کا مصدر ہے۔ اسی کے ساتھ علامہ صاحبؒ مزید لکھتے ہیں کہ اگر لفظ 'دعوت' (دال کی فتح) کے ساتھ ہو تو اس کے معنٰی ہوں گے "مہمانی کے لئے دعوت دینا" اگر دعوت (دال کی ضمہ) کے ساتھ ہو تو معنی ہو گا "جنگ کے لئے پکارنا اور چیلنج کرنا" اور اگر "دعوت" (دال کی کسرہ) کے ساتھ ہو تو معنی ہوں گئے "نسب کا دعویٰ کرنا" وغیرہ، علامہ زمخشریؒ اپنی مشہور کتاب' اساس البلاعہ فی اللغہ'[12] میں لفظ دعوت کے مفہوم کے بارے میں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

"دعاه الی الولیمتہ ودعاه الی القتال والنبی داعی اللہ وھم دعاۃ ا لحق۔"[13]

علامہ زمخشریؒ کی مندرجہ بالا بیان کی گئی تعریف سے یہ بات سمجھ آ رہی ہے کہ اس کا مطلب ہوتا ہے لوگوں کو کھانے کی دعوت پر بلانا، اسی کے ساتھ اس بات کی بھی وضاحت ہو رہی ہے کہ اسلامی تعلیمات میں صحیح رخ کی طرف جدوجہد کے لئے نوجوانوں کو مدعو کرنا بھی اسی میں ہی آتا ہے۔ مزید رہنمائی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے نبیؑ کی ذمہ جب یہ دعوتی کام لگتا ہے تو اس کا مطلب بھی یہ ہوتا ہے کہ وہ نبی اللہ کی پیاری مخلوق کو اللہ کی توحید کی طرف بلاتا ہے اور حق راستے کی طرف لوگوں کو گامزن رکھتا ہے۔

لفظ دعوت کے اصطلاحی مطالب و مفاہیم:

دعوت کی لغوی تعریفات سے اس بات کی طرف رہنمائی مل رہی ہے کہ عربی لغت میں اس لفظ کا مطلب ہے بلانا، پکارنا وغیرہ یا دین اسلام کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اللہ کے دین کی طرف بلانا اور انسانی معاشرے میں باہم زندگی بسر کرتے ہوئے ایک دوسرے کو نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا وغیرہ جیسی اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونا دین اسلام کے اسی دعوتی نظام اور تبلیغ دین کا مقصد ہے۔ انہی لغوی تعریفات کو سامنے رکھ کر ضرورت ہے کہ ؛ لفظ 'دعوت' کے اصطلاحی مفاہیم کو مختلف علماء اور محققین لغت کی بیان کردہ اس لفظ 'دعوت' کی اصطلاحی مفاہیم کو اسی طرح جامع انداز میں بیان کیا جائے۔ تاکہ اس عظیم اصطلاح کے تمام پہلوؤں سے کامل واقفیت حاصل کی جا سکے اور اگلے درجے میں عملی اقدامات کی نوعیت میں کسی بڑی غلطی سے بچا جا سکے۔ مندرجہ ذیل میں لفظ 'دعوت' کے اصطلاحی مفاہیم کو ان علماء اور مؤرخین کی بیان کردہ تعریفات کی روشنی میں بیان کی جائے گی۔

انبیاء کرام کی سیرت اور لفظ 'دعوت' کی اصطلاحی تعریف:

جب کوئی انسان کسی اعلیٰ نظریے کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں تو جب تک مکمل تڑپ اور دلگی کے ساتھ دوسرے انسانوں کو دعوت نہیں دیتے، ان کا دعوتی عمل کوئی اثر نہیں کرے گا۔ اسی چیز کی طرف رہنمائی ملتی ہے کہ دین اسلام میں لفظ 'دعوت' کو اصطلاحی طور پر دیکھا جائے تو ایک معنٰی یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ جو بھی دعوتی عمل اختیار کریں اس میں لگن اور تڑپ موجود ہو، جیسا کہ ہم انبیاء علیہم السلام کی طریقہ دعوت دیکھتے ہیں تو وہ اپنی قوم کو ترغیب بھی دیتے ہیں، دعا بھی کرتے ہیں اور تڑپ تڑپ کر اللہ پاک سے ان کی بخشش کی دعائیں بھی کرتے ہیں، جیسا کہ قرآن پاک میں سورۃ غافر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دعوتی اعمال کا ذکر کرتے ہوئے قرآن پاک حضرت موسیٰ کی دعوتی جدوجہد کی تڑپ کو یوں بیان کیا ہے:

" وَيَا قَوْمِ مَا لِيَ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجَاةِ وَتَدْعُوْنَنِيَ اِلَى النَّارِ "[14]

International Journal of Islamic Studies & Culture ISSN-2709-3905
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

ترجمہ: "اورا ے میری قوم کیا بات ہے میں تو تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو"

مندرجہ بالا اس آیت مبارکہ میں بڑا واضح انداز میں ذکر موجود ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انداز دعوت کس طرح دلی تڑپ اور دل کی لگن کے ساتھ ہے جو اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے ان کو دعوت کی ذمہ داری سونپی گئی اس میں انہوں نے ان بنیادی مقاصد کو سامنے رکھ کر دعوتی اہداف کو حاصل کیا ت، اور یہی اسوہ قرآن پاک نے تمام انبیاء علیہم السلام کے ذریعے ہم تک یہ ذمہ داری سونپی گئی۔

لفظ 'دعوت 'کا ایک اصطلاحی مفہوم یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی بھی انسانی معاشرہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون باہمی کی بنیاد پر چل رہا ہوتا ہے۔اسی تعاون باہمی کے اصول کی روشنی میں اللہ رب العزت انسانی سماج میں بسنے والے انسانوں پر بنیادی ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے اپنے نظریات کو ایک دوسرے پر زبردستی مسلط کرنے کے اس دعوتی عمل کے ذریعے انسانوں کو بڑی اعلیٰ حکمت عملی اور اچھے اخلاق اور احسن طریقے سے سیدھے راستے کی طرف لوگوں کو بلانے کی جدوجہد کریں یہی اسوہ انبیاء ہے۔

صحابی رسول ﷺ کے واقعہ کی روشنی میں لفظ 'دعوت' کی خوبصورت تفہیم:

اس سلسلہ میں لفظ 'دعوت' کے حقیقی مفہوم کو مزید واضح کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی وہ پیش کردہ تقریر ہے جو انہوں نے شاہ فارس رستم کے دربار میں کھول کر بیان کی تھی، جس کو ابن جریر امام طبریؒ (939ء-823ء) نے یوں ذکر کی ہے:

"جاء اللہ بنا لتخرج العباد من عبادۃ العباد الیٰ عبادۃ رب العباد،
ومن جور الادیان الیٰ عدل الاسلام، ومن ضیق الدنیا الیٰ سعۃ الآخرۃ"[15]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ ہمیں اس لئے لایا ہے تاکہ ہم بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر بندوں کو بندوں
کے رب کی بندگی کی طرف لائیں، ادیان باطلہ کے ستم سے نکال کر اسلام کے عدل کی جانب لگائیں
اور دنیا کی تنگی سے نکال کر آخرت کی آسائش و وسعت کی طرف لائیں"

یہ وہ دین اسلام اور اللہ تعالی کی منشاء کا بنیادی مقصد وہدف ہے جو شاہ فارس کے دربار میں رسول اللہ کے ایک جانثار صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی اس تقریر میں بیان کی ہیں، یہی وہ خلاصہ ہے ان تمام تعلیمات کا جو ہر دور میں حضرات انبیاء کرام نے اپنے اپنے دور کے انسانوں کے سامنے رکھا۔اس تقریر نے اسلام کے دعوتی نظام کا بنیادی ہدف اور مقصد کھول کر بیان کردیا کہ دین اسلام دنیا میں اللہ پاک کے احکامات کو غالب کرنے کے لئے آیا ہے، جس کے لئے رسول اللہ ﷺ اور آپ کی مقدس جماعت نے جان جوکھوں میں ڈال کر بھرپور ذمہ داری کا مظاہرہ کیا اور آج دین اسلام اپنی مکمل آب وتاب کے ساتھ زندہ وجاوید ہے۔

❖ **امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک لفظ 'دعوت' کی اصطلاحی تعریف:**

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ (1328ء-1263ء) لفظ 'دعوت' کے اصطلاحی معنٰی بیان کرتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ دین اسلام میں دعوت کا مقصد اللہ تعالی کے احکامات کی طرف ایمان کو مضبوط بنانے کے لئے لوگوں کو دعوت دینا، اور اس سلسلے میں ہر وہ جدوجہد جو اس مقصد کے حصول میں لائی جائے گی وہ دعوت کے زمرے میں آئے گی۔مزید لکھتے ہیں کہ شریعت محمدی کی سچائیوں کو وضح انداز میں راہ حق میں عملی طور پر رہنمائی کے انداز میں انسانیت کو ساتھ لے کر چلنے کا نام ہے، اسی چیز کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اپنی مشہور کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

"الدعوۃ الی اللہ ھی الدعوۃ الی الایمان بہ، و بما جاءت بہ رسلہ،
بتصدیقھم فیما اخبروا بہ و طاعتھم فیما امروا"[16]

ترجمہ: "اللہ پاک کی طرف دعوت دینے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ پر اور اللہ کی بھیجی ہوئی شریعت پر جو خدا کے
انبیاء علیہم السلام لے کر آئے ہیں؛ ایمان لایا جائے اور پھر وہ ابنیاء جو باتیں بتائیں ان کی قلبی و عملی

International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

تصدیق کی جائے اور جس چیز کا وہ حکم دیں اس کی اطاعت و فرمابرداری کی جائے"۔

امام ابن تیمیہؒ کی اس بیان کردہ لفظ 'دعوت' کی اصطلاحی تعریف سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ دین اسلام میں دعوتی عمل خالصتاً اللہ پاک کی رضا اور اس کے بھیجے ہوئے انبیاء کرام کی باتوں کو انسانی معاشرے میں اعلیٰ نتائج پیدا کرنے کئے من و عن ماننے اور آگے دوسرے انسانوں تک پہنچانے کا نام ہے۔

لغت کی مشہور کتاب "تاریخ الدعوۃ الی اللہ بین الامس والیوم" میں بیان کردہ لفظ 'دعوت' کی اصطلاحی تعریف:

اسلام کی تمام اصطلاحات کی جامع معنی وضاحتوں پر مبنی لغت کی مشہور ترین کتاب "تاریخ الدعوۃ الی اللہ بین الامس والیوم" میں اس اہم لفظ 'دعوت' کی اصطلاحی تعریف یوں بیان کی جاتی ہے کہ اس سے مراد انسانی معاشرے میں بسنے والی قوم کے افراد کے دلوں اور دماغوں کو ایسے نظریے اور عقیدے کی طرف دعوت دینا کہ اس کی پوری کی پوری قوم کو نفع ملے اور وہ قوم تنگ نظری اور کم ظرفی والی تعلیمات سے نکل کر ایک وسیع النظر فکر و فلسفہ کے سایہ میں آ جائیں، یہی اسلام کا نظریہ دعوت تقاضا بھی کرتا ہے ہم سے، جیسا کہ اس کتاب میں اسی حوالے سے مذکور ہے کہ اس سے مراد:

" صرف انظار الناس وعقولهم الى عقيدة تفيدهم او مصلحة تنفعم"[17]

ترجمہ: "لوگوں کے دل اور دماغ کو ایسے عقیدے اور نظریے کی طرف بلانا یا مبذول کرنا جو ان کے لئے نفع بخش ہو"

اس تعریف سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ لوگوں کو بنیادی نظریات اور عقائد کی روشنی میں حق کے راستے کی طرف گامزن کرنا۔ دین اسلام اپنے اسی دعوتی عمل کی تشکیل کے تناظر میں اپنی تعلیمات کو معاشرے میں غالب کرنے کے لئے جماعت حقہ کو یہی تلقین کرتا ہے۔ مزید اس بیان کردہ تعریف کی روشنی میں اسلام اسی دعوتی نظام کو بنیاد بنا کر اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہے کہ عام انسانوں کو ان مادی و روحانی فائدوں اور تمام قسم کی نفع بخش چیزوں کی طرف بلانے اور مہیا کرنے کے عزم کے ساتھ آگے بڑھا جائے، جس سے ان لوگوں کے قلوب اور اذہان ان اعلیٰ تعلیمات کی طرف مبذول ہو جائیں۔

سید عبدالشکور ترمذیؒ کے نزدیک لفظ 'دعوت' کی اصطلاحی تعریف:

مولانا عبدالشکور ترمذی (1923ء-2001ء)[18] دعوت کے اصطلاحی مفہوم پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ کہ دین اسلام اپنے احکامات اور تعلیمات کو معاشرے میں کبھی بھی جبر اور تشدد کی بنیاد پر نہیں پھیلاتا، بلکہ اپنی حق والی اور سچ والی تعلیمات کو اسی دعوتی پالیسیوں کے ذریعے انسانی سماج کے ہر فرد تک پہنچانے کا اہتمام کرتا ہے۔ وہ اپنی کتاب میں اس حوالے سے اس لفظ کے مفاہیم پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا اور ان تک اللہ پاک کے احکامات صحیح طور پر بتانا ہیں"[19]

اس تعریف کے مطابق اسلامی تعلیمات کی اصطلاح میں دعوت کا مطلب ہے سچے اور اعلیٰ نصب العین کی طرف لوگوں کو دعوت دینا یا بلانا اور خالق کائنات کے حق والے پیغام کو ہو بہو ان تک منتقل کرنے کا نام دعوت ہے۔

مندرجہ بالا عربی لغات اور قرآنی آیات کے اشارات کی روشنی میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دین اسلام کی جامع تعلیمات میں لفظ 'دعوت' کی لغوی و اصطلاحی تعریفیں بڑی ہمہ گیر معنوں میں استعمال کی جاتی رہی ہیں اور اسی جامعیت کی بدولت دین اسلام کو دنیائے انسانیت کے سامنے پیش کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی میں جزیرۃ العرب کے اس مخالف ماحول میں ایسی دعوتی حکمت عملی کو اپنانے کا حکم صادر ہوا ہے، جس سے اس لفظ کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

یقیناً یہ بات بڑی اہم ہے کہ انسانی سماج میں عالم گیر اور ہمہ گیر نتائج لینے کے لئے کسی بھی اصطلاح کو لغتاً اور اصطلاحاً جاننے کے ساتھ جب تک مزید دلائل اور اسلامی تاریخ کی روشنی میں اسلام کے نظریہ دعوت کی جامعیت اور اس کی ضرورت و اہمیت کو واضح نہیں کیا جائے گا اس وقت کی اس لفظ کی ہمہ گیر اور عالم گیر تعلیمات نکھر کر سامنے کبھی بھی نہیں آئے گی، ایک انسانی سماج میں کسی بھی اعلیٰ تعلیم کے سماجی نتائج و اثرات پیدا کرنے کے لئے اس لفظ کی دور کے تقاضوں کے پیش نظر جب تک اس کی آفاقیت اور اس معاشرے میں اس کی ضرورت و اہمیت کو واضح نہیں کیا جائے گا اس وقت تک اس سماج میں بسنے والا انسان عملی طور پر کبھی بھی تیار نہیں ہو گا، اسی تناظر میں اس لفظ کی جامعیت کو سامنے رکھ کر اب اس لفظ

کی ضرورت واہمیت کواس نادازمیں واضح کرنے کی کوشش کروں گی کہ یہ لفظ اپنی حقیقی تعلیمات کے ضمن میں آج کے دور کے مسائل کو حل کرنے میں کامیابی کے ساتھ اپنے ماننے والوں کو ترتیب و تنظیم میں لاکر اعلیٰ نتائج پیدا کرنے میں اپنا کردار ادا کرسکے۔

اسلام کے نظریہ دعوت کی جامعیت:

اللہ رب العزت نے تمام انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے دین اسلام کو مکمل تعلیمات دے کر اس مادی دنیا کے اختتام تک دائمی و ابدی بنا کر بھیجا ہے۔اسلام کی یہ جامع اور اکمل ترین تعلیمات بغیر کسی دعوتی عمل کے آگے نہیں پھیل سکتیں۔مذکورہ صفحات میں میں نے اسلام کے اسی دعوتی نظام کی لغوی واصطلاحی تعریفات واضح کی ہیں کہ کس طرح یہ لفظ 'دعوت' لغوی اعتبار سے اور اصطلاحی مفاہیم کے نقطہ نظر سے ایک انسانی سماج میں اپنا جامع ترین کردار ادا کر سکتا ہے۔

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اسلام کے نظریہ دعوت کی جامعیت:

قرآن میں مذکور آیت میں اسلام کا نظریہ دعوت کی جامعیت اور انبیاء کرام کی دعوت کا مقصد:

قرآن پاک دنیائے انسانیت کے لئے ایسی کتاب ہدایت اور دعوت کی کتاب ہے کہ اس کی تبلیغ اور تشہیر سے دنیا کا ہر انسان اس مادی زندگی میں اور روحانی زندگی میں اعلیٰ پیمانے پر ترقی کرتا چلا جاتا ہے، ہم سب جانتے ہیں کہ قرآن میں ایسی کوئی تعلیم یا حکم موجود نہیں ہے جس کی کوئی نہ کوئی حکمت اور مقصد اللہ رب العزت کے پیش نظر نہ ہو۔اللہ پاک نے سورۃ الحدید میں تمام انبیاء کرام کے دعوتی نظام کا مقصد وہدف اور اس کی جامعیت بالکل واضح انداز میں بتائی ہے کہ:

" لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ"[20]

ترجمہ:"البتہ ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیاں دے کر بھیجا اور ان کے ہمراہ ہم نے کتاب
اور ترازوئے (عدل) بھی بھیجی تاکہ لوگ انصاف کو قائم رکھیں"

مندرجہ بالا قرآنی آیت میں واضح رہنمائی مل رہی ہے کہ اللہ کی کتابوں کا بنیادی مقصد وہدف اپنے دور میں لوگوں کے درمیان عدل وانصاف کی فضا کو قائم کرنا ہوتا ہے، چنانچہ اسی چیز کو لیتے ہوئے سید محمد شاہد سہارن پوریؒ(2023ء-1951ء)[21] نے اپنی دعوت وحکمت والی کتاب "دعوت کی بصیرت اور اس کا فہم وادراک" میں قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اسلام کے نظریہ دعوت کے مقصد کو واضح کرنے کی یوں کوشش کی ہے کہ:

"اسلام کا نظریہ دعوت قرآن میں جہاں جہاں نبی اور اس کی دعوت کے مقصد کا ذکر ہے اسی کو اسلام کے نظریہ دعوت کے ساتھ تطبیق دے کر پیش کرتے ہیں کہ اصل میں یہی قرآنی تعلیمات میں اسلام کے نظریہ دعوت کا بنیادی مقصد وہدف ہے"[22]

اسلام کے نظریہ دعوت کا ایک انسانی معاشرے میں عدل واحسان کے نظام کا قیام ہے:

قرآن پاک کی تعلیمات کی روشنی میں دین اسلام کے نظریہ دعوت کا ایک اور اہم ترین مقصد سامنے آتا ہے کہ اس دعوتی عمل کے ذریعے ایک داعی یا داعیہ انسانی سماج میں عدل واحسان کے قیام کی جدوجہد میں اپنا کردار ادا کریں اور اس کے قیام کے لئے اپنی جان جوکھوں میں ڈالیں،ایک داعی کو دعوت کے میدان میں اسی مقصد کو سامنے رکھنا چاہیے کہ میرے اس عمل سے انسانی معاشرے میں عدل وانصاف کا بول بالا ہو،اور ہر شخص اسلام کی چھتری کے نیچے رہ کر اعلیٰ درجے کی زندگی گزارے، جس کی طرف اللہ پاک باقاعدہ حکم صادر فرمارہے ہیں، چنانچہ قرآن پاک میں اللہ فرماتے ہیں کہ:

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ"[23]

ترجمہ:"بے شک اللہ انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے
اور بے حیائی اور بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے، تمہیں سمجھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔"

سورۃ النحل کی مذکورہ آیت کی روشنی میں دعوت کے مقصد عظیم پر ایک بنیادی رہنمائی مل رہی ہے کہ اسلام اپنے دعوتی عمل اور حکمت عملی سے مرد وعورت دونوں سے دعوتی میدان میں نتائج کا مطالبہ کرتا ہے اور وہ مطالبہ یہ ہے کہ انسانی سماج میں تمام انسانوں کے لئے بلا تفریق رنگ، نسل اور مذہب کہ عدل واحسان کی کیفیات کا غالب کرنا اور اس کی دعوت دینا، تاکہ ہر انسان کو اس دعوتی حکمت عملی کے تحت عدل جیسی سہولیات میسر آسکیں۔

اسلام کے نظریہ دعوت کاایک مقصد موعظ حسنہ اور اعلیٰ اخلاق کا عملی نمونہ بنتا بھی ہے: قرآنی تعلیمات ساری کی ساری اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ یہ الٰہی پیغام جو تمام انسانوں کی ترقی وکامیابی کے اصول لے کر آیا ہے اس کو تمام انسانوں تک بڑے اچھے انداز میں پہنچایا جائے اور اس عمل کے دوران اعلیٰ قسم کی نصیحتوں اور اچھے اخلاق کے ساتھ پیغام کو پہنچایا جائے، اس طرح کے تمام اخلاقات کا قیام بھی اسلام کے نظریہ دعوت کے مقاصد واہداف میں شامل ہے۔ قرآن پاک نے ایسے ہی اچھے دعوتی عمل جس سے یہ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہو؛ کی نشاندہی کی ہے، چنانچہ سورۃ النحل میں اللہ پاک اسلام کے نظریہ دعوت کے جامع مقاصد پر یوں روشنی ڈالی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ"[24]

ترجمہ: "اپنے رب کے راستے کی طرف دانشمندی اور عمدہ نصیحت سے بلا، اور ان سے پسندیدہ طریقہ سے بحث کر"

مندرجہ بالا آیت میں اللہ رب العزت ایک داعی کے اوصاف بیان کرتے ہوئے نشاندہی کر رہے ہیں کہ اچھے اوصاف کو اختیار کیا جائے گا تو کامیابی ہوگی، اسی کے ساتھ دعوتی میدان میں کسی مدعو کو دعوت دیتے وقت لڑائی جھگڑوں سے ہٹ کر پیار محبت اور موعظۃ الحسنۃ کے ذریعے کامیابی حاصل کی جائے۔

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں اسلام کے نظریہ دعوت کی جامعیت:

رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے، اسی طرح اسلام کا دعوتی نظام بھی آپؐ کے عملی اقدامات اور حکمت عملیوں سے مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں آپ کے اسوہ کو لینے کا کہا گیا ہے اور بڑا واضح بتا دیا گیا ہے کہ تمہارے لئے اگر کوئی بہترین نمونہ کسی کی زندگی میں ہے تو وہ آپؐ کی ذات اقدس ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ پاک کا ارشاد مبارک ہے کہ:

" لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "[25]

ترجمہ: "البتہ تمہارے لیے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے"

حدیث رسولؐ میں اسلام کے نظریہ دعوت کا ایک مقصد انسانیت کے لئے روحانی فوائد کا حصول ہے:

آپؐ کی حدیث میں دعوتی عمل کے انسانی زندگی پر پڑنے والے اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ؛ دعوتی نظام کا حصہ بننے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں روحانی فوائد حاصل ہوں گے اور اللہ کی رضا بھی حاصل ہوگی۔ اصل میں انسان کی ترقی تو مادی وروحانی دونوں طرح سے ہے البتہ جب انسان کو روحانی ترقی نظر آتی ہے تو اسے وہ سکون اور امن ملتا ہے جس کی کوئی مثال قائم نہیں کی جاسکتی۔

مندرجہ ذیل حدیث رسولؐ میں یہی رہنمائی دی جارہی ہے کہ اسلام کے نظریہ دعوت پر کام کرنے والے مبلغین اور تمام مرد وخواتین داعین کے لئے مادی وروحانی ترقیات کا حصول لازمی اور ضروری ہے اور یہ اسلام کے نظریہ دعوت کے مرہون منت ہی حاصل نصیب ہوگا۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ (91ھ م)[26] کی ایک روایت میں ارشاد رسول کریمؐ ہے کہ:

" عن سهل بن سعد رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
والله لان يهدى الله بک رجلا واحدا خير لکم من ان يکون لک حمر النعم "[27]

ترجمہ: "خدا کی قسم بیشک یہ بات کہ اللہ تعالیٰ تیرے سبب سے ایک شخص کو ہدایت
عطا فرمادے تو تیرے لیے سرخ اونٹوں کا مالک ہونے سے بہتر ہے۔"

حضرت سہل بن سعد رضی کی بیان کردہ مذکورہ حدیث مبارکہ میں این اسلام کے نظریہ دعوت کا یہ مقصد بیان ہو رہا ہے کہ دین اسلام چونکہ مادی وروحانی ترقیات میں کامل تعلیمات رکھتا ہے اس لئے اس مذکورہ حدیث میں یہ مقصد سمجھ میں آتا ہے کہ دین اسلام کے نظریہ دعوت کا مقصد روحانی نتائج بھی وصول کرنا ہوتے ہیں۔ چونکہ اس روایت میں دعوتی عمل کرنے والے کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے ساتھ ساتھ اس بات کی طرف بھی اشارہ دیا گیا ہے کہ اس دعوتی عمل کے ذریعے اللہ رب العزت کی رضا مقصود ہے نہ کہ اس مادی دنیا میں عہدہ وغیرہ کا حاصل ہونا۔ اسی مذکورہ حدیث کے حوالے سے مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ (1962ء-1901ء)[28] نے اپنی مشہور کتاب 'اصول دعوت وتبلیغ' میں دعوت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"دین اسلام میں دعوت کا بنیادی مقصد مادی وروحانی لحاظ سے ترقی مراد ہے نہ کہ
صرف دنیاوی غرض وغایت سے دوسرے انسانوں کو دعوت دی جائے، یہ سراسر دین
اسلام کے جامع نظریہ اور فلسفہ حیات کے خلاف بات ہے۔"[29]

دین اسلام کی جامعیت پر مبنی تعلیمات کی خصوصیات ہیں کہ وہ اپنے ماننے والوں کو دعوتی نقطہ نظر سے ایک کامل انسان بناتا ہے اور مادی وروحانی ترقی عطا فرماتا ہے، یہی مراد اور بنیادی مقصد ہے رسول اللہ ﷺ کے اس مذکورہ بالا قول کا کہ اس ایک اچھا عمل کرنے کو سو سرخ اونٹوں کے ساتھ مشابہت دی گئی ہے۔

حدیث رسولؐ میں اسلام کے نظریہ دعوت کا ایک اہم ترین مقصد کامل ہدایت کا حصول ہے:

ہمیں یہ شعوری طور پر پتا ہے کہ دین اسلام کی جامعیت پر مبنی تشریحات رسول اللہ ﷺ کے بیان کردہ اقوال وافعال کی روشنی میں ہمارے سامنے نکھر کر آتی ہیں۔ایک اور روایت میں اسلام کے نظریہ دعوت کا ایک اہم ترین مقصد بتایا جارہا ہے کہ جس میں دعوتی عمل کا بنیادی مقصد یہ بھی ہے کہ کامل ہدایت لینا اور دینا۔دین اسلام کے اس دعوتی نظام کا یہ ایک بنیادی مقصد وہدف ہے جسے حضرت ابورافع[30] سے رسول اللہؐ کی ایک روایت کے تناظر میں سامنے آتا ہے، چنانچہ اس روایت میں دعوتی عمل کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ:

" عن ابی رافع رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لان یھدی اللہ عزوجل علی یدک رجلا خیر لک مما طلعت علیہ الشمس و غربت "[31]

ترجمہ: "حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ
ایک کو تیرے ذریعے سے ہدایت فرمادے تو یہ تیرے لئے تمام روئے زمین کی سلطنت ملنے سے بہتر ہے"

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت سے یہ بات ثابت ہورہی ہے کہ دین اسلام اپنی جامعیت کی بنیاد پر قیامت تک کے انسانوں کے لئے ہدایت کامل لے کر آیا ہے، دین اسلام کا یہ عالمی پیغام اسلام کے نظریہ دعوت کے ذریعے ہی ممکن ہو پائے گا۔

حدیث رسولؐ میں اسلام کے نظریہ دعوت کا ایک معتدل رویوں کا قیام ہے:

احادیث رسول ﷺ میں ایک رہنمائی اور جامعیت یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ:

" عن عبد اللہ ابن العباس ننتظرہ فمربنایزید بن المعاویۃ النخعی فقلنا اعلمہ بمکاننا فدخل علیہ
فلم یلبث ان خرج علینا عبد اللہ فقال انی اجز بمکانکم فما یمنعنی ان اخرج الیکم الا کراھیۃ
ان املکم ان رسول اللہ ﷺ کان یتخولنا بالموعطۃ فی الایام مخافۃ السامۃ علینا"[32]

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتظار میں ان کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس یزید بن معاویہ نخعی کا گزر ہوا۔ان کو کہا ہمارے آنے کی اطلاع کردو وہ ان کے پاس گئے پھر تھوڑی دیر میں ابن مسعود آگئے اور فرمایا: مجھے تمہارے آنے کی اطلاع تھی مجھے تمہارے پاس آنے سے صرف یہ چیز مانع تھی کہ کہیں تم ملول خاطر نہ ہو جاو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہمارے اکتا جانے کے خدشے سے صرف بعض ایام میں نصیحت کرتے تھے۔"

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ دین اسلام میں دعوت کا ایک مقصد اور ہدف احکامات خداوندی کو انسانوں تک پہنچانے کے لئے ایسا ماحول اور گفتگو نہ کی جائے جس سے مخاطبین اکتا جائیں، اور تنگ آکر آپ سے دور بھاگتے جائیں۔بلکہ بے اعتدالی کی بجائے اعتدال پسندی کے ساتھ آگے بڑھا جائے اور دعوتی عمل کو اختیار کیا جائے۔اس عظیم مقصد کو پیش نظر رکھیں گے تو اسلام کا نظریہ دعوت انسانی سماج میں اعلیٰ سے اعلیٰ نتائج پیدا کرے گا۔

حدیث رسولؐ میں اسلام کے نظریہ دعوت کا ایک مقصد مخاطب کی ذہنیت کا لحاظ ہے:

احادیث مبارکہ میں اسلام کے نظریہ دعوت کا ایک اصول اور مقصد یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مخاطب کی ذہنیت اور عقل کا خاص خیال رکھ کر بات چیت کی جائے نہ کہ جو سامنے آئے اپنی دعوتی بات کو ٹھونس دیا جائے، نہیں ایسے اصول و مقاصد سے اسلام اور اقوال نبی ﷺ منع فرماتے ہیں، چنانچہ آپؐ کی ایک حدیث جسے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ (619ء-687ء) نقل کرتے ہیں، اس روایت میں اسلام کے دعوتی نظام کے اسی عظیم مقصد کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ:

International Journal of Islamic Studies & Culture ISSN-2709-3905
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

" عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم
ما انت محدث قوما حدیثا لا تبلغہ عقولھم الا لھم کان علی بعضھم فتنۃ "[33]

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا جب تو کسی قوم کے آگئے
وہ باتیں بیان کرے گا جن تک ان کی عقلیں نہ پہنچیں تو ضرور وہ ان میں کسی پر فتنہ ہو گئی"

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ مذکورہ روایت میں یہ چیز بالکل واضح ہو رہی ہے کہ دین اسلام اپنے دعوتی نظام میں بے عقلی اور ناموافق بات چیت کو کوئی جگہ نہیں دیتا۔ دین اسلام کا نظریہ دعوت کے ایک عظیم مقصد کو اسی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ دعوت دیتے وقت مخاطب کی عقل اور ماحول کا خاص خیال رکھا جائے۔ امام ابن قیم الجوزیؒ (1350-1292ء) جو کہ سیرت کو لکھنے والوں میں سے نامور مصنف ہیں، وہ اپنی کتاب 'زادالمعاد'[34] میں اسی مذکورہ حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

"دین اسلام کی علم گیر اور ہمہ گیر تعلیمات اپنے پھیلاؤ میں بھی اس قانون کا خاص خیال رکھتی ہیں کہ
مخاطب کے ذہن اور عقل کو سامنے رکھ کر بات چیت کرنے کا ہنر اپنے تمام داعین مرد و خواتین کے ذمہ لگاتا ہے۔"[35]

مذکورہ قرآنی تعلیمات اور احادیث رسول ﷺ میں بیان کی گئی تعلیمات کی روشنی میں اسلام کے نظریہ دعوت کی جامعیت اس انداز میں واضح ہو کر سامنے آگئی ہے کہ اس لفظ سے متعلق کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں رہتا کہ یہ لفظ اپنے اندر کتنی جامعیت لئے ہوئے ہیں۔

اسلام کے نظریہ دعوت کی عصر حاضر میں ضرورت و اہمیت:

جیسا کہ اوپر بات چیت کی گئی ہے کہ اسلام کا نظریہ دعوت لغوی و اصطلاحی حوالے سے بڑی شاندار اور جامع ترین تعریفات رکھتا ہے، اسی طرح دین اسلام کا نظریہ دعوت بلا کسی مقصد و ہدف کے بھی نہیں ہے، جس کے لئے میں نے قرآن و سنت کی روشنی میں بڑے اچھے انداز میں واضح کیا ہے کہ اس لفظ کی جامعیت کی روشنی میں بہت اعلیٰ مقاصد و اہداف متعین کے گئے ہیں، مذکورہ ان سب باتوں کی اس کی ضرورت و اہمیت مزید کھل کر سامنے آتی ہے کہ آج کے اس جدید دور میں جس طرح کے مسائل سے ہمارا ملک دوچار ہے ایسے میں اعلیٰ سے اعلیٰ دعوتی حکمت عملی اختیار کرنا اس وقت کا تقاضا اور ضرورت ہے۔

ابتدائے اسلام سے ہی رسول اللہ ﷺ نے ایسی ایسی دعوتی سرگرمیاں اختیار کی کہ جس کے نتیجے میں دین آج ہم تک پہنچا۔ ایسے ہی آپ کی مقدس جماعت نے بھی اپنے اعمال و کردار سے ایسی ایسی دعوتی سرگرمیوں کو اختیار کیا کہ اسلام کی ترقی کو چار چاند لگا دئے۔ قیامت تک کے انسانوں کے لئے بھی یہی اسوہ ہے کہ ہر دور میں بنیادی تعلیمات کو سامنے رکھ کر ایسے دعوتی امور سرانجام دیں کہ بھٹکی ہوئی انسانیت دین اسلام کے قریب آئے نہ کہ دور بھاگے۔

عصر حاضر میں کچھ ایسے ہی غیر معقول سے راستے اختیار کئے گئے تھے کہ پوری دنیا میں اسلام مخالف نظریات پروان چڑھنا شروع ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ اس دور میں بھی اسلام کے ایسے داعین مرد و خواتین پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کی بنیادی تعلیمات کو سامنے رکھ کر ایسی ایسی دعوتی و تعلیمی سرگرمیوں کو اختیار کیا اور اس لفظ کی جامعیت پر مبنی تعلیمات کی ضرورت و اہمیت کو پیش نظر رکھ کر ایسا طریقہ کار وضع کیا کہ دین آج پھر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ زندہ و جاوید ہے۔

آج کل اس چیز کو بڑے اچھے انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ، اشاعت اسلام میں جہاں صحابہ کرام کی جماعت نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا وہیں رسول اللہ ﷺ کی پیاری صحابیات نے بھی اسلام کے نظریہ دعوت کی جامعیت اور اپنے اس دور میں اس چیز کی ضرورت و اہمیت کو پیش نظر رکھ کر ہمارے لئے آج کے دور میں ایسی تعلیمات چھوڑی ہیں کہ، آج ضرورت مزید بڑھ جاتی ہے کہ اسلام کے نظریہ دعوت کو عصر حاضر میں درپیش مسائل کی روشنی میں جامع انداز میں واضح کیا جائے اور نوجوان نسل کے سامنے خاص طور پر اور عام طور پر ہر انسان کے سامنے اس کی ضرورت و اہمیت کو اچھے انداز میں بیان کیا جائے۔

خلاصہ کلام:

دین اسلام اپنے عالم گیر اور ہمہ گیر فکر و فلسفہ کی بنیاد پر ایک ایسی خاصیت رکھتا ہے جو سابقہ کسی بھی مذہب میں موجود نہ تھیں۔ اسلام کے اس اعلیٰ نظریے کی تبلیغ و تشہیر کے لئے قرآن پاک اور رسول اللہ ﷺ نے جو دعوتی اصول و ضوابط پر رہنمائی فرمائی ہے وہ بھی اُتنی ہی جامعیت پر مبنی ہیں جیسے خود اسلام کا پورا نظام فکر و عمل۔ اسی عظیم تعلیمات کی روشنی میں اسلام

کے نظریہ دعوت کی لغوی واصطلاحی مفاہیم و مطالب کو بیان کیا گیا ہے کہ یہ لفظ اپنی جامع ترین تعریفات کے ساتھ آج کے دور کے انسان کے سامنے کھل کر آجاتا ہے اور اپنے پیغام کو اعلیٰ دعوتی حکمت عملی کے ساتھ معاشرے میں غالب کرنے کے لئے جدوجہد کا راستہ متعین کرتا ہے۔

اسلام کے نظریہ دعوت کی جامعیت اور اس کی عصر حاضر میں ضرورت واہمیت کو قرآنی تعلیمات اور احادیث رسول ﷺ میں بیان کردہ تشریحات کی روشنی میں ایسے انداز میں واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس لفظ کے کسی بھی پہلو کو پس پشت نہیں ڈالا گیا، بلکہ اس لفظ کی جامع تعلیمات بالکل واضح انداز میں امت کے سامنے رکھ دی گئی ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ جس طرح اسلام کے اولین دور میں مسلمان جماعت نے رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں اسلام کے نظریہ دعوت کی جامعیت کو سمجھا اور اس کو معاشرے میں غالب کرنے کے لئے اُس دور کے تقاضے سامنے رکھ کر دعوتی حکمت عملی بنائی تھی، آج کے دور کے مسلمان کو بھی اسوہ رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے عصر جدید میں اسلام کے نظریہ دعوت کی جامعیت اور ضرورت واہمیت کی بنیاد پر ایسی دعوتی حکمت عملی کو اختیار کرنا ہوگا کہ آج دین اسلام اپنے اعلیٰ فکر کو معاشرے میں اسی دعوتی نظام کے ذریعے غالب کر کے تمام انسانوں کو ترقی کی طرف لیکر جائے۔

مصادر و مراجع:

- القرآن الکریم۔
- لسان العرب، ابن منظور، محمد بن مکرم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1408ھ۔
- البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، الجامع الصحیح البخاری، (ت،ن)۔
- الترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن (ت،ن)۔
- ورک، ڈاکٹر محمد اکرم، صحابہ کرام کا دعوتی اسلوب، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2002ء۔
- اسرار احمد ڈاکٹر، دعوت الی اللہ کی ضرورت واہمیت، انجمن خدام القرآن، لاہور۔
- عرعوز، عدنان شیخ، دعوت دین کا طریقہ کار عصر حاضر کے تناظر میں، اردو ترجمہ، ڈاکٹر عبدالرحمان یوسف مدنی، مکتبہ ابن تیمیہ، لاہور، 2015ء۔
- اصلاحی، امین احسن، دعت دین اور اس کا طریقہ کار، مرکزی مکتبہ، جماعت اسلامی، لاہور۔
- القاموس المحیط، محمد بن یعقوب فیروز آبادی، دار الفکر بیروت، 1415ھ۔
- زیدان، عبدالکریم، ڈاکٹر، اصول دعوت، مترجم، گل زادہ شیر پاؤ، البدر پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور، 2010ء۔
- سہارنپوری، سید محمد شاہد، دعوت کی بصیرت اور اس کا فہم وادراک، مکتبہ خلیل، اردو بازار، لاہور، 1999ء۔
- محمدی، میر، قاری صہیب احمد، دعوت دین کے بنیادی اصول، ادارۃ الاصلاح ٹرسٹ، پاکستان۔
- امینی، محمد تقی، مولانا، احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعائیت۔ الفیصل ناشران و تاجر انکتب، لاہور۔
- ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، دار المعرفۃ، بیروت، 1998ء۔
- ابن سعد، محمد، طبقات الکبریٰ، ناصر نفیس اکیڈمی، کراچی، 1972ء۔
- تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، دار الطیبۃ للنشر والتوزیع، 1420ھ۔
- الٰہی، پروفیسر فضل، ڈاکٹر، فضائل دعوت، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور۔
- الٰہی، پروفیسر فضل، ڈاکٹر، دعوت دین کیسے دیں؟ دار النور، اسلام آباد، 2010ء۔
- مودودیؒ، سید ابوالاعلیٰ، دعوت دین کی ذمہ داری، منشورات، لاہور۔
- علوی، ڈاکٹر خالد، رسول اکرم ﷺ کا منہاج دعوت، الدعوۃ اکیڈمی، اسلام آباد۔

- محمد، طیب قاری، اسلام میں دعوت و تبلیغ کے اصول و قواعد، الدعوۃ اکیڈمی، اسلام آباد۔
- ندوی، سید سلیمان، اسلام کا نظام دعوت و تبلیغ، الدعوۃ اکیڈمی، اسلام آباد۔
- محمد، صدیقی، ڈاکٹر یاسین مظہر، نبی اکرمؐ اور خواتین "ایک سماجی مطالعہ"، نشریات، اردو بازار، لاہور۔2008ء۔

حوالہ جات:

---

[1] البقرۃ186:2

[2] الافریقی، ابن منظور العلامہ، لسان العرب، (ایران: نشرادب الحوزۃ، 1985ء)، ج:14، ص:258

[3] الافریقی، ابن منظور العلامہ، لسان العرب، ج:14، ص:267261

[4] ایضاً، ج:14، ص:262

[5] الافریقی، ابن منظور العلامہ، لسان العرب، ج:14، ص:265

[6] ایضاً 14، ص:267

[7] ایضاً 14، ص:267

[8] ایرانی النسل عالم ربانی امام فخر الدین الرازی کی مایہ ناز تفسیر 'تفسیر الکبیر' یہ وہ تفسیر ہے جس میں انہوں نے قرآنی علوم و معارف کے حقائق کو واضح کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ قرآنی علوم ہی اصل میں تمام مسائل کے حل کے لئے ہیں، اس تفسیر کی خاصیت یہ بھی ہے کہ یہ تفسیر اپنے دور کے غلط قسم کے کلامی نظریات سے حفاظت بھی کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ امام رازیؒ نے اس میں جتنی بھی اس دور میں غلط قسم کی کلامی بحثیں تھیں ان کو زیر بحث لا کر قرآن کی طرف امت کو متوجہ کیا ہے۔ رازی، فخر الدین، مقدمہ التفسیر الکبیر، (بیروت: دار صادر، 1987ء)، ج:1، ص:45

[9] رازی، فخر الدین، التفسیر الکبیر، (دار صادر، بیروت، 1987ء)، ج:3، ص:20

[10] الصف4:61

[11] الاصفہانی، ابوالقاسم حسین بن محمد، المفردات القرآن فی غریب القرآن، (بیروت: دارالمعرفہ، لبنان، 2011ء)، ص:169-170

[12] اساس البلاعہ فی اللغہ، علامہ زمخشریؒ کی وہ مشہور ترین کتاب ہے جو انہوں نے اسلام اور عربی اصطلاحات کی جامع معنی تعریفات کو واضح کرنے کے لئے لکھی تھی

[13] زمخشری، محمد بن عمر، اساس البلاغۃ اللغہ، (دار المعرفۃ، بیروت، 1979ء)، ص:131

[14] غافر41:40

[15] الطبری، ابن جریر، تاریخ طبری، مترجم: سید محمد ابراہیم، حبیب الرحمان صدیقی، (کراچی: نفیس اکیڈمی، 2004ء)، ج:3، ص:520

[16] تقی الدین، امام ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، (الناشر: وزارۃ الشؤون الإسلامیۃ والدعوۃ والإرشاد السعودیۃ، 2004ء)، ج:15، ص:157

[17] الآوری، آدم عبدﷲ، تاریخ الدعوۃ الی اللہ بین الامس والیوم، (القاہرہ، طبعۃ الاولی، 1978ء)، ص:17

[18] سید عبدالشکور ترمذیؒ ایک پاکستانی صاحب علم اور لغت کے مشہور عالم دین تھے۔ آپ نے مولانا الیاس دہلویؒ کے قائم کردہ مدرسہ 'معین الاسلام' ضلع میوات میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے تھانہ بھون کے مدرسہ امداد العلوم میں چلے گئے اور وہاں افتاء اور باقی تعلیم بھی یہیں مکمل کی۔ قرآنی قرءات پر بھی مکمل عبور تھا، تقسیم ہند کے بعد 1948ء میں ضلع سرگودھا آ گئے تھے، آپ کی تصنیفات، رسائل، مضامین کی کل تعداد200 سے زیادہ ہے۔ آپ سن 2001ء میں سرگودھا میں فوت ہوئے۔ ترمذی، عبدالقدوس، سید، (لاہور: ادارہ اسلامیات، 2003ء)، ص:115

[19] ترمذی، عبدالشکور، مولانا، دعوت و تبلیغ کی شرعی حیثیت، (لاہور: ادارہ اسلامیات، 1985ء)، ص:15

[20] الحدید25:57

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891

[21]سید محمد شاہد سہارنپوریؒ ایک ایسے علم ربانی ہیں جنھوں نے ہندوستان میں دینی دعوت کے فہم وبصیرت پر بہت اچھی تحریریں لکھیں، مدرسہ مظاہر العلوم سے مولناز کریا کاندھلویؒ کی نگرانی میں علوم سیکھے، سہارنپوری، شاہد، محمد، سید، دعوت کی بصیرت اور اس کا فہم وادراک، (لاہور: مکتبہ خلیل، 1999ء)، ص:23

[22]سہارنپوری، شاہد، محمد، سید، دعوت کی بصیرت اور اس کا فہم وادراک، (لاہور: مکتبہ خلیل، 1999ء)، ص:210

[23]النحل:90

[24]النحل125:16

[25]الاحزاب21:33

[26]سھل بن سعد کم عمر صحابہ میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آخری مدنی صحابی تھے یعنی مدنی صحابہ میں سے سب سے آخر میں 91ھ میں 96سال کی عمر میں وفات پائی

[27]بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، (رياض: دارالسلام، 1412ھ)، كتاب العلم، باب فضائل الدعوة ح:3701، ج4، ص:352

[28]مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ ایک مضبوط تحریک آزادی کے وہ عظیم مجاہد اور علم تھے جن کی زبان، تحریر اور تصنیف نے برصغیر پاک وہند میں ایک نام پیدا کیا، آپ کی مشہور ترین کتاب 'اسلام کا اقتصادی نظام' ہے، اس کے علاوہ آپ نے قرآن پاک کی تفسیر بھی لکھی، آپ جمعیت علماء ہند کے بہت بڑے کارکن تھے۔ امام شاہ ولی اللہؒ کے فلسفہ کے بھی ماہر تھے اور اسی کے مطابق اپنی عملی زندگی بسر کی، آپ کا انتقال 1962ء کو ہوا، سیوہاروی، مولانا، حفظ الرحمان، اصول دعوت وتبلیغ، (طیب پبلیشرز، اردو بازار، لاہور، 2004ء)، ص:12

[29]سیوہاروی، مولانا، حفظ الرحمان، اصول دعوت وتبلیغ، (لاہور: طیب پبلیشرز، اردو بازار، 2004ء)، ص:23

[30]حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی رسول ہیں جنھوں نے مکی زندگی میں ہی اسلام کی تعلیمات سے واقفیت حاصل کر لی تھی، آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ غزوہ بدر کے بعد مدینہ آگئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقیم رہے۔ حضرت علی کے دور میں یمن کے ایک سریہ کی نگرانی کے فرائض بھی انجام دیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں آپ کا انتقال ہوا۔ (اسد الغابہ فی سیرۃ صحابہ، ج:5، ص:191۔ بیروت دار الکتب)

[31]بخاری، الجامع الصحیح، كتاب مناقب الصحابة، ح:4039، ج6، ص:125

[32]مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، كتاب الاخلاق، ح:250، ج2، ص:636

[33]**ابو عبداللہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ،**(ناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت 1275ھ)، باب فی فضائل اصحاب الرسول، ح:166، ص:395۔

[34]علامہ ابن قیم الجوزی کا سیرت رسول پر وہ مشہور ترین ابتدائی کتابوں میں سے ایک اہم ترین کتاب ہے جسے سیرت نگاروں کے ہاں سیرت کا ماخذ میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اپنی غیر معمولی دلچسپی کی وجہ سے مصر سے کئی دفعہ چھپ چکی ہے۔

[35]ابن القیم الجوزیہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید، زاد المعاد، (مؤسس الرسالۃ، بیروت، 1979ء)، ج:2، ص:297۔